بابائے جاسوسی ادب

فہمیدہ مسعود احمد

یہ دُنیا ایک سرائے فانی ہے۔ یہاں لوگ آتے اور چلے جاتے ہیں... مگر کچھ لوگ اپنا مختصر عرصۂ حیات، اس طرح بسر کر جاتے ہیں کہ اُن کی زندگی دوسروں کے دُکھوں کا مداوا، غموں کی تسکین اور ذہنوں کی آبیاری میں بسر ہوتی ہے۔ اُن کی موت، ایک صدمۂ جانکاہ، غیر متوقع حادثہ اور ناقابل تلافی نقصان ثابت ہوتی ہے۔ ایسے لوگ مر کر بھی امر رہتے ہیں۔ یہ لوگوں کے دلوں میں، سوچوں میں احساس کی خوشبو بن کر رہتے ہیں۔ کبھی فنا نہیں کیے جا سکتے۔ ایسے ہی ایک بے مثال ادیب، بلند پایہ ناول نگار اور خوبصورت افسانہ نویس ابن صفی بھی تھے جو اس دارِ فانی سے اس طرح کوچ کر گئے کہ پرستاروں اور مداحوں کی بھاری تعداد آج ماتم کناں ہے۔ اُن کی یادوں کے چراغ پلکوں پر روشن کیے، اُن کے محفل سے اُٹھ جانے کا سوگ منا رہی ہے۔ انہیں اپنی سوچ کا مرکز بنائے، آنسوؤں کے موتی نچھاور کر رہی ہے۔

فریدی، حمید، عمران، جوزف، ظفر الملک، جیمسن اور جولیانا جیسے آئیڈیل کرداروں کے خالق، تھریسیا، سنگ ہی، الفانسے اور بوغا جیسے خطرناک مجرموں کو بے نقاب کرنے والے کرمنالوجسٹ اور قاسم، سلیمان، گل رُخ، انور، رشیدہ اور سوپر فیاض جیسے پُر لطف کرداروں کی مدد سے روتے ہوئے دِلوں کو ہنسانے والے منفرد مزاح نگار ابن صفی، اب ہم میں نہیں ہیں۔

لوگ پوچھیں گے، زیرو لینڈ کا کیا بنا؟ تھریسیا جیسی خطرناک مجرمہ کا قلع قمع کب ہوگا؟ فریدی کب شادی کرے گا؟ ایکسٹو کا راز کب فاش ہوگا؟... اور عمران کی رحمان صاحب سے کب مصالحت ہوگی؟ تو اس کا جواب کوئی نہ دے سکے گا۔ کوئی ان کرداروں کو اس حسن و خوبی سے پیش نہیں کر سکے گا۔ جن کی پیشکش میں ابن صفی کو ملکہ حاصل تھا۔ کوئی بھی ان کہانیوں کو اس خوبصورتی سے اختتام پذیر نہیں کر سکے گا، جس طرح ابن صفی کرتے تھے۔

اب ابن صفی کے مداحوں کو ہر مہینے کی ابتدائی تاریخوں میں، ان کی نئی شاہکار تخلیق کا انتظار نہیں ہوگا اور نوجوان، بک اسٹالوں کے بار بار چکر نہیں لگائیں گے۔ اب بیویاں اپنے شوہروں کی دفتر سے واپسی پر نئی کتاب جاسوسی دُنیا اور عمران سیریز خرید کر لانے کی فرمائش نہیں کریں گی۔

جو بھی ایک مرتبہ، اس جہاں سے گیا، کبھی لوٹ کر نہ آیا... اور نہ ابن صفی آئیں گے لیکن اُن کی تخلیقات، اُن کا ادب، اُن کی کہانیاں، اُن کے کردار، لوگوں کے دِلوں میں صدیوں تک زندہ رہیں گے۔ لوگ اپنی جیتی جاگتی زندگی میں، ان کرداروں کو تلاش کریں گے جو ابن صفی کی کہانیوں کا مرکز تھے۔ اُن دلچسپ جملوں اور پُر لطف مزاح کا تذکرہ کرتے رہیں گے۔ اُن جملوں کے ذریعے، محفلوں کو باغ و بہار بناتے رہیں گے، جن جملوں کی ادائیگی کا ایک منفرد انداز ابن صفی نے پیش کیا تھا۔

ابن صفی کو قلم اُٹھائے، کم و بیش تیس برس کا عرصہ بیت چکا ہے۔ ایک مصروف ادیب کے لیے، یہ دور لاکھوں کہانیوں... سینکڑوں کرداروں اور اَن گنت واقعات کی تخلیق کا دور ہوتا ہے۔ ابن صفی نے بھی اس دور میں بے شمار لافانی کردار، واقعات اور تحیر و تجسس سے بھرپور حقائق کو افسانوی انداز میں تخلیق کیا۔ اُن کی سلسلے وار کہانیاں اور ناول بے انتہا مقبول ہوئے۔ اپنی خرابیٔ صحت کے باوجود، انہوں نے اپنے مداحوں کو کبھی مایوس نہیں کیا۔ ہر وقت کوئی نہ کوئی اچھوتا خیال، منفرد آئیڈیا اور دلچسپی کا سامان مہیا کرتے رہے۔ وہ تنقید سے بھی

نہیں گھبراتے تھے اور تنقیدی خطوط کا کوئی نہ کوئی دلچسپ پہلو تلاش کر لیتے اور پُرلطف و چٹپٹے انداز میں اس طرح جواب دیتے کہ مزا آجاتا۔
بعض لوگوں کو جاسُوسی ادب سے بلاوجہ نفرت ہوتی ہے۔ جاسُوسی کُتب پڑھنا، اُن کی نظر میں بدذوقی اور عامیانہ پن کا ثبوت ہے۔ نیز جرائم کی تحریک اور مجرمانہ روش اُبھارنے کا الزام، وہ اِنہی جاسُوسی کتب کو دیتے ہیں۔ ممکن ہے اُن کی نظروں سے کچھ ایسی کُتب گزری ہوں جن میں اس قسم کی تحریکات کو اُبھارنے کا سامان رہا ہو... مگر ابنِ صفی کی کُتب پر یہ الزام کسی صُورت سے عاید نہیں ہو سکتا۔ اُن کی کہانیاں صاف سُتھرے ماحول کی عکاسی کرتی ہیں۔ اُن کے کردار، مشرقی اقدار کے آئینہ دار، آئیڈیل کردار ہوتے ہیں۔ اُن کے جُملے دلچسپ اور بذلہ سنجی کی بہترین مثال ہوتے ہیں... اور دورِ حاضر کے مزاحیہ اَدب کا ایک حصّہ قرار دیے جا سکتے ہیں۔
ماحول کا تاثر اور کرداروں کی دلچسپی برقرار رکھتے ہُوئے، وہ معاشرتی بُرائیوں کو اس خوبصورتی سے پیش کرتے تھے کہ کہانی پر حقیقت کا گمان ہوتا تھا۔ اُن کے ناولوں اور کہانیوں میں مجرموں کا جو انجام پیش کیا جاتا تھا وہ قارئین کے لیے بالخصوص نوجوانوں کے لیے مقامِ عبرت تھا اور مجرمانہ سرگرمیوں سے گُریز کرنے میں مدد دیتا تھا۔
اُن کی کہانیاں، ایک مخصوص ماحول کی نمائندہ ہوتی تھیں جو مشرقی ماحول ہے، پاکستانی ثقافت کا علمبردار ہے۔ مسلمانوں کے طرزِ زندگی کا عکاس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے ناولوں، کہانیوں میں اپنائیت اور مانوسیت محسوس ہوتی ہے جو ہماری دلچسپی کا مرکز بن جاتی ہے۔ ہر ناول کی کہانی علیحدہ اور منفرد ہونے کے باوجود، ان میں ایک ربط اور تسلسل محسوس ہوتا ہے جو کسی دلچسپ ناول کے مختلف ابواب میں پایا جاتا ہے۔
فریدی اور حمید کی مصروفیات، اُن کی نجی زندگی، نوک جھونک، فرائض کی ادائیگی، عمران کی شوخی، شرارتیں، کارنامے، ذہانت، ... رشتے داروں کا رویّہ، مُلازمین سے سلوک، یہ سب کسی دلچسپ ناول کے کردار اور واقعات لگتے ہیں جن کے ساتھ قارئین کا تصوّر اور تخیّل پرواز کرتا چلا جاتا ہے۔
ابنِ صفی کے یہ لافانی کردار، جو فرض شناسی، احساسِ ذمّے داری اور جذبۂ حُبّ الوطنی کے مظہر ہیں۔ وہ نہ تو سُپرمین ہیں اور نہ جیمز بانڈ ٹائپ کے دھول دھپا کرنے والے ہیرو... بلکہ یہ کردار پاکستانی معاشرے کے ذہین اور باصلاحیت افراد ہیں جو وطنِ عزیز کی جانب بڑھتے ہُوئے ناپاک قدموں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لیے کوشاں نظر آتے ہیں، ارضِ پاک کے دامن پر لگائے جانے والے داغوں کو دھونے کا عزم رکھتے ہیں، اُن ناسوروں کو کاٹ پھینکنا چاہتے ہیں جو معاشرے کو گھُن کی طرح چاٹ رہے ہیں۔
ابنِ صفی کے یہ جیالے کردار، کوئی مافوق الفطرت شے نہیں بلکہ جیتے جاگتے انسان ہیں۔ یہ گرفتار بھی ہوتے ہیں، مار بھی کھاتے ہیں، حادثات کا شکار بھی ہوتے ہیں اور بعض اوقات، مجرموں کا قلع قمع کرنے میں ناکام بھی رہتے ہیں۔ یہی ان کی کردار نگاری کا حُسن ہے کہ کہانی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور اپنی زندگی کا ایک حصّہ لگتی ہے۔ ان کی کُتب میں قارئین کی دلچسپی کا پُورا سامان موجود ہوتا ہے۔ تحیّر، تجسّس، تفریح، رُومانس، نوک جھونک اور ایڈونچر... اُن کی کہانیاں، قارئین کو کبھی زیرو لینڈ کی سیر کراتی ہیں اور کبھی زمین دوز دُنیا میں گھُمالاتی ہیں۔ کبھی کیفے ڈی سوزا، آرلکچنو اور ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کے سحر انگیز ماحول میں لے جاتی ہیں۔ ان کے سائنس فکشن ناولوں میں تو وہ سبھی کچھ ہوتا ہے جس کا متلاشی، جدید دَور کا ذہن ہے۔ ذہین مَرد، حسین عورتیں، دولت کی چمک دمک، ضمیر کا اندھیرا، بدکاری کا جہنّم اور مغربیت کا گھِناؤنا جال، ابنِ صفی کی کہانیوں کا مرکز ہوتے ہیں۔
مقصدیت، ابنِ صفی کی کہانیوں کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ بظاہر ایسا نہیں لگتا مگر بہ نظرِ غور پڑھا جائے تو اُن کی ہر کہانی کا ایک مقصد ہوتا ہے اور اُن کی تھیم، قاری کو اسی مقصد تک پہنچاتی ہے اور یہ مقصد، ایک پیغام دینا ہوتا ہے، نوجوانوں کو بُرائی سے دُور رہنے کا، اخلاق و کردار سنوارنے کا، مشرقی اقدار کے پابند رہنے کا... اب یہ اور بات ہے کہ اُن کا انداز، توبۃ النّصوح اور مراۃ العرُوس والا نہیں ہوتا۔ بلکہ دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابنِ صفی کو ہر عُمر اور ہر حیثیت کا فرد پڑھتا ہے، پسند کرتا ہے۔ نہ والدین اپنے بچّوں کو اُن کی کتابیں پڑھنے سے روکتے ہیں اور نہ مائیں اپنی بیٹیوں کو اُن سے دُور رکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ نہ اِن کتابوں پر کبھی عُریانی اور فحاشی کی چھاپ لگی اور نہ انہیں مُخرّبِ اخلاق قرار دیا گیا۔ مجھے حیرت تو اس بات پر ہے کہ ادب میں اُن کی کتابوں کو وہ مقام کیوں نہ حاصل ہو سکا جس کی یہ مستحق ہیں۔
ابنِ صفی نے جاسوسی ادب میں گراں قدر اضافہ تو کیا ہی ہے جس کی وجہ سے بلاشُبہ اُنہیں بابائے جاسُوسی ادب قرار دیا جا سکتا ہے

مگر اُن کی غیر جاسوسی تخلیقات بھی کم شہرت کی حامل نہیں ہیں۔ تزکِ دوپیازی، آدمی کی جڑیں، زُلفیں پریشان ہوگئیں، چند اور رومانی، طنزیہ مزاحیہ ناول اور مضامین، ادب کا حصّہ ہیں۔ وہ ایک اچھے شاعر بھی ہیں۔ اُن کی نگرانی اور ادارت میں کئی میگزین، رسالے اور ڈائجسٹ بھی شائع ہوتے رہے ہیں، جن کی پسندیدگی کا یہ عالم ہے کہ اشاعت کے دو، تین روز کے اندر اندر یہ فروخت ہوجاتے ہیں اور مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہوتے۔ ان کی مقبولیت میں دن بہ دن اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔

افسوس کہ اُن کی عُمرِ عزیز نے وفا نہیں کی۔ قدرت نے انہیں مختصر عرصۂ حیات بخشا ورنہ اُن کا تخلیقی ذہن، نہ جانے اور کتنے کردار تخلیق کرتا۔ کتنی تلخ حقیقتوں کی نقاب کُشائی کرتا اور کتنی دلچسپیاں بکھیرتا۔

ابنِ صفی کی کتابوں کا میں لگ بھگ پچیس برس سے مطالعہ کررہی ہوں۔ یقین کیجئے، میں نے اُن کے ہر ناول اور ہر کہانی کو ایک سے بڑھ کر ایک دلچسپ اور بامقصد پایا ہے۔ جاسوسی ادب سے میری دلچسپی میں اضافہ ہوتا ہی گیا۔ یہاں پر میں یہ بھی عرض کردُوں کہ سوائے ابنِ صفی کے، میں کسی اور غیر مُلکی یا پاکستانی جاسوسی ناول نگار کو پڑھنا پسند نہیں کرتی۔ اس شوق میں صرف ابنِ صفی، میرے پسندیدہ ادیب رہے ہیں۔

گزشتہ سال سرسیّد گرلز کالج کے جشنِ سیمیں کے موقعے پر ایک دلچسپ پروگرام "محاسبہ" پیش کیا گیا تھا۔ جس میں ابنِ صفی بحیثیت مہمانِ خصوصی مدعُو تھے۔ ان کے ہمراہ اور بھی جاسُوسی ادب سے متعلق افراد مدعو کیے گئے تھے۔ یہ ایک انتہائی دلچسپ اور کامیاب مناظرہ تھا جس میں جاسُوسی ادب پر اعتراضات اُٹھائے گئے اور ادیبوں، بالخصوص ابنِ صفی سے بہت سی باتوں کا استفسار کیا گیا، جن کے مرحُوم نے انتہائی مدلّل اور دلچسپ انداز میں جواب دیے۔ یہ پروگرام اس لیے پیش کیا گیا تھا کہ جاسُوسی کتابوں کے ادیبوں کو اپنے دفاع میں... اور اعتراضات کے جواب میں کچھ کہنے کا موقع ملے... اور ادیبوں نے اس موقعے سے خوب فائدہ اُٹھایا تھا۔ ابنِ صفی اس محفل کی جان تھے۔ وہ محفل، وہ گھڑیاں، وہ ساعتیں زندگی بھر نہیں بھُولیں گی۔

وقت کا مرہم، ہر زخمِ تازہ کو مندمل کرتا چلا جائے گا۔ یادیں ماضیٔ رفتہ کے دُھندلکوں میں معدوم ہوتی جائیں گی، چراغِ سحری بجھتے رہیں گے، نئے چراغ جلیں گے، نئی تابانیاں بکھریں گی... لیکن مجھے ان چراغوں کا انتظار رہے گا جو ابنِ صفی کی موت سے چھائے ہُوئے اندھیرے میں روشنی کی کرنیں پھیلائیں گے۔